السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعدہٗ

عرض خدمت ہیکہ ایک مسجد کے امام صاحب نے گزشتہ دنوں اپنے بیان میں مندرجہ ذیل بات بیان فرمائی

:: سوال ::

بعض لوگ اپنے بچوں کو یہی ذہن دیتے ہیں کہ اللہ اوپر ہے لہذا ان بچوں کو جب پیار سے پوچھا جائے کہ بچو اللہ تعالی کہاں ہے فوراً آسمان کیطرف انگلی اٹھادیتے ہیں ایسا سکھانا کیسا ہے۔

:: جواب ::

اس طرح وہی سکھاتا ہوگا جس کا اپنا ذہن بھی یہی ہوتا ہوگا معاذاللہ عزوجل اللہ تعالی اوپر ہے یا اوپر اس کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یہ دونوں باتیں کفر ہیں اللہ سمت سے بھی پاک ہے مکان سے بھی نیز اسکو یہ کہنا بھی سکھائے اللہ تعالی ہماری جان سے بھی قریب ہے القرآن پارہ ۲۶ سورۃ ق آیت : ۱۶ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید : ترجمہ : اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں اور جنہوں نے ایسا کفر ادا کیا ہے انکو توبہ بھی کرنی ہوگی کلمہ بھی پڑھنا ہوگا اور تجدید بیعت اور تجدید نکاح بھی کرنا پڑیگا۔
واللہ اعلم

پرچہ اصل ساتھ بھیج دیا ہے حوالے اسیر تحریر ہیں

بندے کا سوال یہ ہیکہ ہمارے معاشرے میں نوے فیصد تک عوام کم و بیش اپنے بچوں کو اسی طرح سکھاتے ہیں ایام طفلیت میں تو کیا سب کا ختم یعنی نکاح اگر ایسا ہی ہے تو پھر تو بہت بڑا نقصان ہمارے بیجان معاشرہ میں جنم لے رہا ہے امید ہیکہ مذکورہ سوال و جواب کا صحیح نقشہ تحریر فرمائیں گے

(جواب ... عطا فرمائیں)

دارالافتاء
فتوی نمبر ۲۳/۱۰

المرقوم
ابن لقمان امین الدین یوسفزئی غفرلہٗ
خادم
جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

۶۱: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس شخص کے بارے میں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں فتو

0316-33[redacted]75875
محمد شاہد

سوال اپنے بچوں کو بعض لوگ یہی ذہن دیتے ہیں کہ اللہ اوپر ہے۔ لہذا ان بچوں کو جب پیار سے پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو فوراً آسمان کی طرف انگلی اٹھا دیتے ہیں ایسا سکھانا کیسا؟

جواب اس طرح یہی سکھانا ہے جاہل کا اپنا ذہن بھی یہی ہونا ہوگا کہ معاذ اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ اوپر ہے یا اوپر اس کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمت سے بھی پاک ہے اور مکان سے بھی۔ نیز اس کو یہ کہنا بھی سکھایئے اللہ تعالیٰ ہماری جان سے بھی قریب ہے پارہ نمبر 26 سورۃ ق آیت نمبر 16 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

ترجمہ:۔ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں

(۲)۔۔۔جامع ترمذی کی ایک روایت ہے" عن عبد الله بن عمرو قال :
الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في ا

[او]ر جنہوں نے ایسا کفر ادا کیے ہے انکو

[تو]بہ بھی کرنی ہوگی کلمہ بھی پڑھنا ہوگا

[ا]ور تجدید بیعت اور تجدید نکاح

بھی کرنا پڑیگا۔

واللہ اعلم۔

کتاب الکفریہ [illegible] کے بارے میں

سوال جواب صفحہ نمبر 101۔

اور اسکو [illegible] پکر کتابیں بہار شریعت

فتاویٰ رضویہ

فتاویٰ قاضی خان

درمختار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے اللہ عزوجل کی نسبت (صراحتاً یا اشارۃً) آسمان کی طرف معلوم ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

آیاتِ قرآنیہ:

(۱)---{ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ} [الأعراف : ٥٤]

(۲)---{إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ} [فاطر : ١٠]

(۳)---{ أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ (١٦) أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ (١٧)} [الملك : ١٦ ، ١٧]

احادیثِ مبارکہ:

(۱)---صاحبِ تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل فرمائی ہے" قال لنا عبد الله –هو ابن مسعود–إذا حدثناكم حديثا أتيناكم بتصديق ذلك من كتاب الله: إن العبد المسلم إذا قال: "سبحان الله وبحمده، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، تبارك الله"، أخذهن ملك فجعلهن تحت جناحه، ثم صَعد بهن إلى السماء فلا يمرّ بهن على جمْعٍ من الملائكة إلا استغفروا لقائلهن، حتى يجيء بهن وجه الرحمن عز وجل، ثم قرأ عبد الله: { إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ } ."

(۲)---جامع ترمذی کی ایک روایت ہے" عن عبد الله بن عمرو قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء الرحم شجنة من الرحمن فمن وصلها وصله الله ومن قطعها قطعه الله "

ذکر کردہ آیات اور احادیث سے اتنی بات تو معلوم ہوگئی کہ فی نفسہ ذاتِ باری تعالی کی نسبت آسمان کی طرف ثابت ہے، لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ باوجود ان آیات اور احادیث کے کسی نے بھی حقیقۃً اللہ رب العزت کا خاص آسمان میں ہونے کا قول اختیار نہیں کیا، بلکہ یا تو سکوت اختیار کیا ہے اور حقیقت اور کنہ کو اللہ رب العزت کے سپرد کیا ہے اور بعض محققین نے اس قسم کی آیات میں تاویل کی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم آسان ترجمہ قرآن میں اس آیتِ مبارکہ "ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ "کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

> "استواء عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہیں: "سیدھا ہونا"، "قائم ہونا"، "قابو پانا" اور بعض اوقات اس کے معنی بیٹھنے کے بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالی چونکہ جسم اور مکان سے پاک ہے، اس لئے اس کے یہ معنی سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ جس طرح کوئی انسان تخت پر بیٹھتا ہے، اس طرح (معاذ اللہ) اللہ تعالی بھی عرش پر بیٹھے ہیں۔ "استواء" اللہ تعالی کی ایک صفت ہے اور جمہور اہل سنت

دار الافتاء

(جاری ہے---)

کے نزدیک اس کی ٹھیک کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اسے متشابہات میں سے شمار کیا گیا ہے جن کی کھود کرید میں پڑنے کو سورۂ آل عمران کے شروع میں خود قرآن کریم نے منع فرمایا ہے۔۔۔ نہ اس پر کوئی عملی مسئلہ موقوف ہے اتنا ایمان رکھنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق استواء فرمایا جس کی حقیقت ہماری محدود عقل کے ادراک سے باہر ہے۔"

(آسان ترجمہ قرآن:۱/۴۶۰)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک لونڈی کے منہ پر تھپڑ مار دیا، لیکن بعد میں شرمندگی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر ساری صورتحال بیان کی اور عرض کیا کہ:

"اس وقت (کفارۂ ظہار یا کفارۂ قسم کے طور پر یا کسی اور سبب سے) مجھ پر ایک بردہ (یعنی ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا) واجب ہے تو کیا میں اس لونڈی کو آزاد کر دوں (تاکہ میرے ذمہ سے وہ کفارہ بھی ادا ہو جائے اور اس کو تھپڑ مارنے کی وجہ سے میں جس ندامت اور شرمندگی میں مبتلا ہوں اس سے بھی نجات پا جاؤں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) اس لونڈی کو طلب فرمایا (اور اس سے) پوچھا کہ "بتاؤ اللہ کہاں ہے؟" اس نے کہا آسمان میں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "میں کون ہوں؟" اس نے کہا کہ "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس کو آزاد کر دو"۔

صاحب مظاہر حق اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ان الفاظ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اللہ تعالیٰ کے مکان کے بارے میں سوال نہیں تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو مکان اور زمان کی قید سے پاک ہے، بلکہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ سوال کرنا تھا کہ بتاؤ اللہ تعالیٰ کا حکم کہاں جاری و ساری ہے اور اس کی بادشاہت و قدرت کس جگہ ظاہر و باہر ہے اور اس سوال کی ضرورت یہ تھی کہ اس وقت عرب کے کفار بتوں کی ہی کو معبود جانتے تھے اور جاہل لوگ ان بتوں کے علاوہ اور کسی کو معبود نہیں جانتے تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جاننا چاہا کہ آیا یہ لونڈی موحدہ ہے یا مشرکہ ہے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد دراصل ان بے شمار معبودوں کی نفی کرنی تھی جو زمین پر موجود تھے نہ کہ آسمان کو اللہ تعالیٰ کا مکان ثابت کرنا تھا، چنانچہ جب اس لونڈی نے مذکورہ جواب دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ یہ موحدہ ہے مشرکہ نہیں۔"

(مظاہر حق جدید:۳/۳۹۴)

خلاصہ یہ کہ اللہ جل جلالہ جسم اور تمام جسمانیات (شکل، صورت، مکان، جہت وغیرہ) سے پاک ہے اور ہر جگہ موجود ہے عرش اور آسمان کی طرف اللہ جل جلالہ کی نسبت صرف علو شان اور علو مرتبہ کی حیثیت سے کی جاتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ جل جلالہ آسمان یا عرش پر ہیں زمین پر نہیں، مگر اس کی حقیقت نہ ہمیں معلوم ہے اور نہ ہماری عقل میں آسکتی

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

ہے، لہٰذا امام صاحب کا یہ فرمانا کہ " اللہ جل جلالہ سمت سے بھی پاک، مکان سے بھی پاک، نیز اس کو یہ کہنا بھی سکھائے کہ اللہ جل جلالہ ہماری جان سے بھی قریب ہے" بالکل بجا اور درست ہے اور اللہ جل جلالہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا چاہئے، لیکن جو شخص یہ کہے کہ اللہ جل جلالہ آسمان پر ہیں، اس کو مطلقاً کافر قرار دینا اور اس بناء پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم لگانا درست نہیں اور یہ احتیاط کے بھی خلاف ہے، کیونکہ فی نفسہٖ نصوص سے اللہ جل جلالہ کی نسبت آسمان کی طرف ثابت ہے البتہ اگر کوئی شخص اس بات کی صراحت کردے کہ (نعوذ باللہ) اللہ جل جلالہ صرف آسمان پر ہی ہیں اور اللہ جل جلالہ کا آسمان پر مکان ہے اور آسمان کے علاوہ کسی اور جگہ ہونے کی نفی کرتا ہے تو بلاشبہ ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، ہمارے عرف میں اس جملہ کا مقصد نہ اللہ جل جلالہ کی ذات کو آسمان کے ساتھ خاص کرنا ہوتا ہے اور نہ ہی کسی اور جگہ ہونے کی نفی ہوتی ہے، امداد الفتاویٰ (۶/۱۴۵) کا ایک سوال وجواب ملاحظہ ہو:

> "سوال: مسلمان کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ساتویں آسمان پر خاص ہے، پہلے خدا تعالیٰ کو محدود مان کر پھر ساتویں آسمان پر کہو۔
>
> جواب: جو مسلمان یہ کہتے ہیں وہ اس کے معنی بھی تو بتلاتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کی عظمت و جلال کا ظہور وہاں زیادہ ہے کیونکہ بڑی مخلوق سے زیادہ قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ اب مسلمانوں کا یہ قول اور اس کے یہ معنی ملا کر دیکھیں تو کچھ بھی شبہ نہیں۔"

قال الله تعالیٰ:

{وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [الحديد : ٤]

قال الله تعالیٰ:

{وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ}[البقرة : ١١٥]

تفسير ابن كثير– (٣ / ٤٢٦)

وأما قوله تعالى: { ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ } فللناس في هذا المقام مقالات كثيرة جدا، ليس هذا موضع بسطها، وإنما يُسلك في هذا المقام مذهب السلف الصالح: مالك، والأوزاعي، والثوري، والليث بن سعد، والشافعي، وأحمد بن حنبل، وإسحاق بن راهويه وغيرهم، من أئمة المسلمين قديما وحديثا، وهو إمرارها كما جاءت من غير تكييف ولا تشبيه ولا تعطيل. والظاهر المتبادر إلى أذهان المشبهين منفي عن الله، فإن الله لا يشبهه شيء من خلقه، و { لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [الشورى:١١] بل الأمر كما قال الأئمة –منهم نُعَيْم بن حماد الخزاعي شيخ البخاري –: "من شبه الله بخلقه فقد كفر، ومن جحد ما وصف الله به نفسه فقد كفر". وليس فيما وصف الله به نفسه ولا رسوله تشبيه، فمن أثبت لله تعالى ما وردت به الآيات الصريحة والأخبار الصحيحة، على الوجه الذي يليق بجلال الله تعالى، ونفى عن الله تعالى النقائص، فقد سلك سبيل الهدى.

(جاری ہے---)

تفسير الألوسي – (١٦ / ٣٦١)

وصعود الكلم إليه تعالى مجاز مرسل عن قبوله بعلاقة اللزوم أو استعارة بتشبيه القبول بالصعود ، وجوز أن يجعل الكلم مجازاً عما كتب فيه بعلاقة الحلول أو يقدر مضاف أي إليه يصعد صحيفة الكلم الطيب أو يشبه وجوده الخارجي هنا ثم الكتابي في السماء بالصعود ثم يطلق المشبه به على المشبه ويشتق منه الفعل على ما هو المعروف في الاستعارة التبعية ، وقيل : لا مانع من اعتبار حقيقة الصعود للكلم فلله تعالى تجسيد المعاني ، وكون الصعود إليه عز وجل من المتشابه والكلام فيه شهير

تفسير القرطبي – (١٤ / ٢٨٦)

قوله تعالى : { إليه يصعد الكلم الطيب } وتم الكلام ثم تبدئ { والعمل الصالح يرفعه} على معنى : يرفعه الله أو يرفع صاحبه ويجوز أن يكون المعنى : والعمل الصالح يرفع الكلم الطيب فيكون الكلام متصلا على ما يأتي بيانه والصعود هو الحركة إلى فوق وهو العروج أيضا ولا يتصور ذلك في الكلام

تنوير المقباس – (٢ / ٩٨)

{ ءَأَمِنتُمْ } يا أهل مكة إذ عصيتموه { مَّن فِي السَّمآء } عذاب من في السماء على العرش

تفسير الألوسي – (٢١ / ١٣٦)

{ ءامَنتُمْ * مَّن فِى السماء } وهو الله عز وجل كما ذهب إليه غير واحد فقيل على تأويل من في السماء أمره سبحانه وقضاؤه يعني أنه من التجوز في الإسناد أو أن فيه مضافاً مقدراً وأصله من في السماء أمره فلما حذف المضاف وأقيم المضاف إليه مقامه ارتفع واستتر وقيل على تقدير خالق من في السماء وقيل في بمعنى على ويراد العلو بالقهر والقدرة

الديباج على مسلم – (٢ / ٢١٦)

فقال لها أين الله قالت في السماء هو من أحاديث الصفات يفوض معناه ولا يخاض فيه مع التنزيه أو يؤول بأن المراد امتحانها هل هى موحدة تقر بأن الخالق المدبر هو الله وحده وهو الذي إذا دعاه الداعي استقبل السماء كما إذا صلى له يستقبل الكعبة وليس ذلك لأنه منحصر في السماء كما أنه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لأن السماء قبلة الداعين كما أن الكعبة قبلة المصلين

دار الإفتاء
فتوی نمبر

المنتقى – شرح الموطأ – (٤ / ١٠١)

وقوله : للجارية أين الله ؟ فقالت : في السماء لعلها تريد وصفه بالعلو وبذلك يوصف كل من شأنه العلو فيقال مكان فلان في السماء بمعنى علو حاله ورفعته وشرفه .

شرح النووي على مسلم – (٥ / ٢٤)

قوله صلى الله عليه و سلم أين الله قالت في السماء قال من أنا قالت أنت رسول الله قال اعتقها فانها مؤمنة هذا الحديث من أحاديث الصفات وفيها مذهبان تقدم ذكرهما

(جاری ہے---)

مرات في كتاب الايمان أحدهما الايمان به من غير خوض في معناه مع اعتقاد أن الله تعالى ليس كمثله شيء وتنزيهه عن سمات المخلوقات والثاني تأويله بما يليق به فمن قال بهذا قال كان المراد امتحانها هل هي موحدة تقر بأن الخالق المدبر الفعال هو الله وحده وهو الذي اذا دعاه الداعي استقبل السماء كما اذا صلى المصلي استقبل الكعبة وليس ذلك لأنه منحصر في السماء كما أنه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لأن السماء قبلة الداعين كما أن الكعبة قبلة المصلين أو هي من عبدة الأوثان العابدين للأوثان التي بين أيديهم فلما قالت في السماء علم أنها موحدة وليست عابدة للأوثان قال القاضي عياض لا خلاف بين المسلمين قاطبة فقيههم ومحدثهم ومتكلمهم ونظارهم ومقلدهم أن الظواهر الواردة بذكر الله تعالى في السماء كقوله تعالى أأمنتم من في السماء أن يخسف بكم الأرض ونحوه ليست على ظاهرها بل متأولة عند جميعهم

حاشية السندي على النسائي – (٣ / ١٨)

أين الله قيل معناه في أي جهة يتوجه المتوجهون إلى الله تعالى وقولها في السماء أي في جهة السماء يتوجهون والمطلوب معرفة أن تعترف بوجوده تعالى لا اثبات الجهة وقيل التفويض أسلم قوله

عون المعبود – (٩ / ٧٦)

(قال) رسول الله صلى الله عليه و سلم (أين الله) وفي رواية مسلم قال أتيت رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلت يارسول الله إن جارية لي كانت ترعى غنما لي فجئتها وقد فقدت شاة فسألتها فقالت أكلها الذئب فأسفت عليها وكنت من بني آدم فلطمت وجهها وعلي رقبة أفأعتقها الحديث (قالت) الجارية (في السماء) فيه إثبات أن الله تبارك وتعالى في السماء

قال الذهبي في كتاب العلو بإسناده إلى أبي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي صاحب الفقه الأكبر قال سألت أبا حنيفة عمن يقول لا أعرف ربي في السماء أو في الأرض فقال قد كفر لأن الله تعالى يقول (الرحمن على العرش استوى) وعرشه فوق سماواته فقلت إنه يقول أقول على العرش استوى ولكن قال لا يدري العرش في السماء أو في الأرض قال إذا أنكر أنه في السماء فقد كفرانتهى

فيض القدير – (١ / ٦٠٥)

(أرحم من في الأرض) بصيغة العموم يشمل جميع أصناف الخلائق فيرحم البر والفاجر والناطق والمبهم والوحش والطير (يرحمك من في السماء) اختلف بالمراد بمن في السماء فقيل هو الله أي ارحموا من في الأرض شفقة يرحمكم الله تفضلا والتقدير يرحمكم من أمره نافذ في السماء أو من فيها ملكه وقدرته وسلطانه أو الذي في العلو والجلال والرفعة لأنه تعالى لا يحل في مكان فكيف يكون فيه محيطا فهو من قبيل رضاه من السوداء بأن تقول في جواب أين الله فأشارت إلى السماء معبرة عن الجلال والعظمة لا عن المكان

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

وإنما ينسب إلى السماء لأنها أعظم وأوسع من الأرض أو لعلوها وارتفاعها أو لأنها قبلة الدعاء ومكان الأرواح الطاهرة القدسية

الفتاوى الهندية (٢ / ٢٥٩):

يكفر بإثبات المكان لله تعالى فلو قال: ازخدا هيج مكان خالي نيست يكفر ولو قال: الله تعالى في السماء فإن قصد به حكاية ما جاء فيه ظاهر الأخبار لا يكفر، وإن أراد به المكان يكفر، وإن لم تكن له نية يكفر عند الأكثر، وهو الأصح وعليه الفتوى.............. واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

جنید احمد عفی عنہ

جنید احمد خان عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ عربیہ ریاض العلوم حیدرآباد

٢٢/ربیع الثانی/١٤٣٧ء

٢/فروری/٢٠١٦ء

الجواب صحیح

والمجیب مصیب

ابوسحبان محمد عرفان عفی عنہ

٢٢ ربیع الثانی ١٤٣٧ھ

نائب مفتی

جامعہ عربیہ ریاض العلوم

لیاقت کالونی پلاٹ ٢٠١ حیدرآباد

الجواب صحیح

عفی عنہ

٢٢/٤/٣٧ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ٢٣/١٠

جامعہ عربیہ ریاض العلوم

عفی عنہ

٢٢/٤/٣٧ھ